غیر مسلموں سے میل جول

کی

شرعی حیثیت

تصنیف

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

نام کتاب	:	غیر مسلموں سے میل جول کی شرعی حیثیت
تصنیف	:	حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی
سن اشاعت	:	رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ۔ستمبر ۲۰۰۸ء
تعدادِ اشاعت	:	۲۸۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیشِ لفظ

عہدِ رسالت ہی میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوگیا جو اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہتا اور صدقِ دل سے ایمان لانے کی قسمیں کھاتا اور حضور کے رسول ہونے کی شہادت دیتا اور آپ ﷺ کو رسول برحق ماننے کا اقرار تھا۔ دین کے اکثر اصولوں میں عامۃ المسلمین سے متفق نظر آتا، ان کا خدا، رسول، کلمہ اور قبلہ وہی جو عام صحابہ کا، اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ میں بھی صحابہ سے اتفاق، مگر اپنے آپ کو دانشور سمجھتے ہوئے عامۃ المسلمین کو جاہل اور بے وقوف کہتا، ان پر زبانِ طعن دراز کرتا، اپنے آپ کو خوش پوش معزز طبقہ خیال کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو ذلیل وحقیر کہنا، کفار کو ہی قابلِ لحاظ جاننا، ان کے خلاف محاذ آرائی سے اجتناب کرنا، جہاد میں شرکت سے معذرت کرنا، اپنی الگ دانش کدہ اور مسجد کی تعمیر کرنا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پس پردہ آقا کریم ﷺ پر طعن و اعتراض کرنا اور اس معاملے پر پُرسش پر سرے سے انکار کردینا اور اگر انکار کی گنجائش نہ ہوتی تو اسے ہنسی اور مزاح قرار دیتے ہوئے قسمیں کھا کر کہنا کہ ہمارا مقصد گستاخی نہ تھا، اُن کا شیوہ تھا۔

چونکہ اسلام کے اس ابتدائی دور میں جب کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کفّار و مشرکین کی ایک مہیب قوت کھڑی تھی اور مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی، اس لئے بظاہر حالات کا تقاضہ تھا کہ مسلمانوں کی قوت کو مجتمع رکھا جائے، لہٰذا مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ کی کوتاہیوں کو نظر انداز کردیا جاتا، مسلمانوں کو باہمی مربوط رکھنے کے لئے آپس کے اختلاف کو نظر انداز کر کے اجتماعی مفاد کو پیشِ نظر رکھا جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس نازک موقع پر بھی دوسرے گروہ کے خلاف فتویٰ دینا ضروری جانا اور ان کی زبانی معذرت کے باوجود فرمایا:

''یہ بے ایمان ہیں، کافر ہیں، مُفسِد ہیں، جھوٹے ہیں''۔

جیسا کہ سورہ بقرہ، توبہ اور منافقون کی متعدد آیات میں صراحت ہے، گویا اصولِ دین اور عبادات میں بظاہر اتفاق، اور پھر زبانی معذرت کے باوجود یہ انتہائی سخت فتویٰ دے کر اُن کو ملّتِ اسلامیہ سے خارج کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

قرآن وحدیث کے واضح اور صریح احکامات جو ان سے تعلقات، میل جول اور روابط کے متعلق ہیں، ان احکامات سے عوام الناس کو روشناس کروانے کے لئے صحابہ، تابعین، تبع تابعین،

ائمہ، فقہاء، علماء اپنے اپنے دور میں سعی کرتے رہے اور انہی میں سے ایک حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی صاحب ہیں جنہوں نے بڑی اچھی تحقیق قرآن وسنت اور متقدمین ومتاخرین کے فتاویٰ کی روشنی میں پیش کی ہے، **الحمدللہ** جمعیت اشاعت اہلسنّت اسے نئی کمپوزنگ بمعہ مزید تخریج کے اپنے مفت سلسلہ اشاعت کے **173** ویں نمبر پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

حضرت موصوف نے بڑے **سلیس پیرائے** میں یہ بات باور کروائی ہے کہ باپ ہو یا بھائی، استاذ ہو یا **شیخ، اگر خدانخواستہ** کوئی گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے کسی قسم کی محبت اور عقیدت نہ رکھی جائے **بصورت دیگر ہمیشہ ہمیشہ کی ہلاکت** اور بربادی ہے۔

اللہ تعالیٰ ادارے اور **مصنف** کی **اس سعی کو قبول** فرمائے اور آخرت کی نجات کا سامان بنائے۔ آمین

فقط

محمد عرفان الضیائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ الہ و أصحابہ أجمعین

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس ضروری مسئلہ کے بارے میں زید کہتا ہے کہ غیر مسلموں، مثلِ یہود، نصاریٰ، ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ ہاتھ ملانا، نشست و برخاست رکھنا وارعیادت وغیرہ جیسے معاملات رکھنا جائز ہے، بے شک مسلمان ان کے ہاتھ سے کھائے اور پیئے نہ، زید کے نزدیک بالخصوص یہود ونصاریٰ کے ساتھ معاملات رکھنے کے جواز کی یہ دلیل ہے کہ وہ کتابی ہیں، لیکن بکر کہتا ہے کہ موجودہ دور کے عیسائی اور یہودی مشرک ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا شرعاً ناجائز ہے، ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ بھی بوجہ اُن کے کافر و مشرک ہونے کے کسی قسم کا تعلق رکھنا روا نہیں، زید یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات رکھنے پر اس قدر شرعی پابندی ہے تو پھر مسلمان غیر مسلموں کی تیار کردہ مصنوعات، خورد ونوش کی اشیاء اور ادویات وغیرہ کیوں استعمال کرتے ہیں؟

الغرض از روئے شریعت مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام غیر مسلموں کے ساتھ معاشرتی بائیکاٹ کا حکم واضح فرمائیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاء

الجواب

الجواب باسم اللّٰھمَّ للصواب، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، حامداً مصلیاً و مسلّماً

شرعی نقطۂ نظر سے غیر مسلموں کے ساتھ قلبی دوستی و یارانہ جائز نہیں، اس سلسلے میں قرآن کریم سے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

دلیل اول

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ (المائدۃ:۵/۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو نہ بناؤ یہود اور نصاری کو (اپنا) دوست (مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے دوست بنایا انہیں تم میں سے سو وہ اُن ہی میں سے ہے۔

دلیل دوم

دوسری جگہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ط وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط﴾ (آل عمران:۳/۲۸)

ترجمہ: نہ بنائیں مومن کافروں کو **اپنا دوست** مومنوں کو چھوڑ کر اور جس نے کیا یہ کام **پس** نہ رہا (اُس کا) اللہ تعالیٰ **سے کوئی تعلق**، مگر یہ کہ تم اُن سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔

دلیل سوم

تیسری جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾ (الممتحنۃ:۶۰/۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن یعنی کافر کو دوست نہ بناؤ کہ تم اُن کو پیغام بھیجو دوستی کے۔

پھر اس کے آخر میں فرمایا:

﴿وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ﴾

ترجمہ: جس شخص نے ان سے دوستی کی تو وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہوگیا۔

دلیل چہارم

اور پھر قرآن کریم میں چوتھے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ﴾

(المجادلۃ:۵۸/۲۲)

ترجمہ: آپ نہ پائیں گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر کہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو مخالف ہیں، اللہ تعالیٰ کے اور اُس کے رسول (ﷺ) کے، خواہ وہ (اُن کے) اپنے باپ دادا ہی ہوں، یا اپنی اولاد، یا اپنے بھائی یا اپنے خاندان والے۔

کفار کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟

یہ مضمون بہت سی آیات قرآنیہ میں مُجمَل اور مُفصَّل مذکور ہے جس میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ موالات، دوستی اور محبت سے شدّت کے ساتھ روکا گیا ہے، ان تصریحات کو دیکھ کر حقیقت حال سے ناواقف غیر مسلموں کو تو یہ شُبہ ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں غیر مسلموں سے کسی قسم کی رواداری اور تعلق بلکہ حُسنِ اخلاق کی بھی کوئی گنجائش نہیں، اور دوسری طرف اس کے مقابل جب قرآن کریم کی بہت سی آیات سے اور رسول کریم ﷺ کے ارشادات وعمل سے اور خلفائے راشدین اور دوسرے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تعامل سے غیر مسلموں کے ساتھ احسان، سُلوک، ہمدردی اور غم خواری کے ایسے ایسے واقعات ثابت ہوتے ہیں جن کی مثالیں دنیا کی اقوام میں ملنا مشکل ہیں۔

ایسے احکامات اور واقعات سے ایک سطحی نظر رکھنے والے مسلمان کو بھی قرآن وسنّت کے احکام وارشادات میں باہم تعارض اور تصادم محسوس ہونے لگتا ہے مگر یہ دونوں خیال قرآنِ پاک کی حقیقی تعلیمات پر طائرانہ نظر اور ناقص تحقیق کا نتیجہ ہوتے ہیں، اگر مختلف مقامات سے قرآنِ پاک کی آیات کو (جو اس معاملہ سے متعلق ہیں) جمع کر کے غور کیا جائے تو غیر مسلموں کے لئے وجۂ شکایت باقی رہتی ہے نہ آیات وروایات میں کسی قسم کا تعارض اس لئے اس مقام کی پوری

تشریح کردی جاتی ہے جس سے موالات اور اِحسان وسُلوک یا ہمدردی وغمخواری میں باہمی فرق اور ہرایک کی حقیقت بھی معلوم ہوجائے گی اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ ان میں کونسا درجہ جائز اور کون سا درجہ ناجائز ہے اس کی وجوہ کیا ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ دو شخصوں یا جماعتوں میں تعلقات کے مختلف درجات ہوتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا درجہ: ایک درجہ تعلق کا قلبی موالات یا دلی مَوَدّت ومحبت ہے یہ صرف مؤمنین کے ساتھ مخصوص ہے غیر مومن کے ساتھ مومن کا یہ تعلق کسی حال میں بھی قطعاً جائز نہیں۔

دوسرا درجہ: دوسرا درجہ مواسات کا ہے جس کے معنی ہمدردی وخیر خواہی اور نفع رسانی کے ہیں، یہ بجز کفار اہلِ حرب (اہلِ حرب سے مراد وہ غیر مسلم ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ برسر پیکار و جنگ ہوں) کے باقی سب غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔

دلیلِ پنجم

سورۂ مُمتَحِنَہ میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ﴾ (الممتحنۃ:۶۰/۸)

ترجمہ: اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تمہیں تمہارے گھروں سے کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور انصاف کا سلوک کرو۔

تیسرا درجہ: تیسرا درجہ **مدارت کا ہے** جس کا معنی ظاہری خوش خُلقیا ورد وستانہ برتاؤ کے ہیں، یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ **جائز ہے جب** کہ اس سے مقصود اُن کو دینی نفع (دینی نفع سے مراد اسلام کی دعوت دینا کہ وہ اسلام قبول کرلیں اور اپنی **عاقبت سنوار لیں**) پہنچانا ہو، یا وہ اپنے مہمان ہوں، یا اُن کے شر اور ضرر رسانی سے اپنے آپ کو بچانا **مقصود ہو۔ دلیل دوم** میں سورۂ اٰل عمران کی مذکورہ آیت میں **﴿اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً﴾** سے یہی درجہ **مدارت کا مراد ہو** یعنی کافروں سے معاملات جائز نہیں **مگر** ایسی حالت میں کہ جب تم اُن سے **بچاؤ کرنا چاہو اور چونکہ**

مدارت میں بھی صورت موالات کی ہوتی ہے اس لئے اس کو موالات سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

چوتھا درجہ: چوتھا درجہ موالات کا ہے کہ اُن سے تجارت یا اُجرت وملازمت اور صنعت وحرفت کے معاملات کئے جائیں یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو، رسولِ کریم ﷺ اور خلفائے راشدین اور دوسرے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا تعامل اس پر شاہد ہے، فقہاء نے اسی بنا پر کفارِ اہلِ حرب کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے اور باقی تجارت وغیرہ کی اجازت دی ہے، اسی طرح اُن کے ملازم رکھنا یا خود ان کا کارخانوں اور اداروں وغیرہ میں ملازم ہونا یہ سب جائز ہے، اس تفصیل سے آپ کو یہ تو معلوم ہوگیا ہوگا کہ قلبی اور دِلی دوستی ومحبت تو کسی کافر کے ساتھ کسی حال میں بھی جائز نہیں اور احسان وہمدردی اور نفع رسانی بجز اہلِ حرب (جنگجو کفار) کے اور سب کے ساتھ جائز ہے، اسی طرح ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ بھی سب کے ساتھ جائز ہے جب کہ اس کا مقصد مہمان کی خاطر داری یا غیر مسلموں کو دینی معلومات اور دینی نفع پہنچانا یا اپنے آپ کو اُن کے کسی داؤ، نقصان اور ضرر سے بچانا ہو۔

رسول کریم ﷺ جو رحمۃ للعالمین ہوکر اس دنیا میں تشریف لائے، آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ جو احسان وہمدردی اور خوش خُلقی کے معاملات کئے، اس کی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے، فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر مسلم محتاج ذمیوں کو مسلمانوں کی طرح بیت المال سے وظیفے دیئے، خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کے معاملات اس قسم کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں، یہ سب مواسات یا مدارات یا معاملات کی صورتیں تھیں اور جس موالات وقلبی دوستی سے منع کیا گیا ہے وہ نہ تھی۔

غیر مسلموں کے ساتھ قلبی موالات سے منع کرنے کی حکمت

اس تفصیل وتشریح سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوگیا کہ غیر مسلموں کے لئے اسلام میں کتنی روا داری اور حُسنِ سلوک کی تعلیم ہے، دوسری طرف جو ظاہری تعارض ترکِ موالات کی آیات سے محسوس ہوتا تھا وہ بھی رفع ہوگیا، اب ایک بات یہ باقی رہ گئی کہ قرآن پاک نے کفّار کے ساتھ موالات، قلبی دوستی اور دلی محبت کو اتنی شِدّت کے ساتھ کیوں روکا کہ وہ کسی حال میں بھی کسی کافر کے ساتھ جائز نہیں رکھی اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ اسلام کی نظر میں

اس دنیا کے اندر انسان کا وجود عام جانوروں یا جنگل کے درختوں اور گھاس پھوس کی طرح نہیں کہ پیدا ہوئے پھلے پھولے اور پھر مرسڑ کر ختم ہو گئے بلکہ انسان کی زندگی اس جہاں میں ایک مقصدی زندگی ہے، اس کی زندگی کے تمام اور اس کا کھانا، پینا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، یہاں تک کہ جینا اور مرنا سب ایک مقصد کے گرد گھومتے ہیں، جب تک وہ اس مقصد کے مطابق ہے تو یہ سارے کام صحیح اور درست ہیں اور اگر اس کے مخالف ہے کہ تو یہ سب کے سب غلط ہیں، دانائے روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

زندگی از بہر ذکر و بندگی است　　　بے عبادت زندگی شرمندگی است (۱)

جو انسان اس مقصد سے ہٹ جائے وہ عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اہلِ حقیقت کے نزدیک انسان ہی نہیں، اسی لئے تو فرمایا۔

آنچہ مے بینی خلافِ آدم اند　　　نیستند آدم غلافِ آدم اند (۲)

یعنی، ذکر خداوندی اور عبادتِ الٰہی کے بغیر جو انسان نظر آتے ہیں ان کی شکلیں آدمیوں کی ہیں لیکن حقیقت میں یہ انسان نہیں ہیں، قرآنِ کریم نے اسی مقصد کا اقرار انسان سے ان الفاظ میں لیا ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (الانعام:۶/۱۶۲)

ترجمہ: آپ کہئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہے۔

جب انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ رب العالمین کی اطاعت و عبادت ٹھہرا تو دنیا کے کاروبار، ریاست و سیاست اور عائلی و منزلی تعلقات سب کے سب اس کے تابع ٹھہرے، تو جو انسان کے اس مقصد کے مخالف ہیں، وہ انسان کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور اس دشمنی میں چونکہ شیطان سب سے آگے ہیں، اس لئے قرآن حکیم نے فرمایا:

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا﴾ (فاطر:۳۵/۶)

ترجمہ: شیطان تمہارا دشمن ہے اس کی دشمنی کو ہمیشہ یاد رکھو۔

۱۔ یعنی، زندگی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی بندگی کے لئے ہے بے عبادت زندگی شرمندگی ہے۔ نعیمی

۲۔ وہ جنہیں تو دیکھے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیمات کے خلاف ہیں وہ آدمی ہیں آدمی کے لباس میں نعیم

چونکہ پیٹ انسان سے گناہ کرواتا ہے اس لئے حدیث شریف میں فرمایا:

"أَعدَی عَدُوُّکَ الَّذِیْ بَیْنَ أَیْدکَ وَ أُرْجکَ" (۳)

یعنی، تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا اپنا پیٹ ہے۔

اسی طرح جو لوگ شیطانی وسواس کے پیرو اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعے آئے ہوئے احکامِ خداوندی کے مخالف ہیں، ان کے ساتھ دلی ہمدردی اور قلبی دوستی اُس شخص کی ہو ہی نہیں سکتی جس کی زندگی ایک مقصدی زندگی ہے اور دوستی و دشمنی اور موافقت و مخالفت سب اس مقصد کے تابع ہیں، اسی مضمون کو 'صحیحین' کی ایک حدیث مبارکہ میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے:

"مَنْ أَحَبَّ لِلّٰہِ وَ أَبْغَضَ لِلّٰہِ فَقَد اسْتَکْمَلَ إِیْمَانَہٗ" (۴)

یعنی، جس شخص نے اپنی دوستی اور دشمنی کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا، اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

معلوم ہوا کہ ایمان کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب انسان اپنی محبت و دوستی اور نفرت و دشمنی کو اللہ تعالیٰ کے تابع بنا دے۔ اس لئے مومن کی قلبی موالات و مؤدّت صرف اُسی کے لئے ہو سکتی ہے جو اس مقصد کا ساتھی اور اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کا تابع فرمان ہو۔ دیکھئے نوح علیہ السلام نے جب بیٹے کو غرق ہوتا دیکھ کر عرض کیا:

﴿اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ﴾ (ہود:۱۱/۴۵)

ترجمہ: اے میرے رب میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔

تو یہ مطابق تیرے وعدہ کے بچنا چاہئے تو جواب ملا:

﴿اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ﴾ (ہود:۱۱/۴۶)

ترجمہ: یہ تیرے اہل سے نہیں ہے کہ یہ تو بداعمال ہے۔

اسی لئے قرآنِ حکیم کی مذکورہ بالا آیتوں میں کافروں کے ساتھ دلی اور قلبی موالات اور دوستی کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اُنہی میں سے ہیں اور ظاہری طور پر ایسی نشست و

۳۔ موسوعة اطراف الحديث النبوی الشريف: ۲/۱۱، و فيه "أعدی عدوك نفسك التی بين جنبيك" عن اتحاف السادة المتقين للزبيدی و المغنی عن حمل الأسفار للعراقی

۴۔ سنن أبی داؤد، كتاب السنة، باب الدليل علی زيادة الإيمان و نقصانه، برقم: ٤٦٨١، ٥/٤٢۔ أيضاً المعجم الكبير، برقم: ٧٦١٣، ٨/١٢٤، ٢٥١، و برقم: ٧٧٣٧، ٧٧٣٨، ٨/١٧٧

برخاست اُن کے ساتھ رکھنا کہ جواُن کے ساتھ دوستی کی غمازی کرے اوراس پر دلالت کرے یہ بھی نہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اولاً: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانعام:۶/۶۸)

ترجمہ: مت بیٹھو یادآنے کے بعد ظالم قوم کے پاس۔

اورفرمایا:

ثانیاً: ﴿وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (ہود:۱۱/۱۱۳)

ترجمہ: اورمت جھکواُن کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ چھوئے گی تمہیں بھی آگ۔

اورارشادفرمایا:

ثالثاً: ﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ (النجم:۵۳/۲۹)

ترجمہ: **پس آپ** رُخِ انور پھیر لیجئے اس (بدنصیب) سے جس نے ہمارے ذکر سے **روگردانی کی اورنہیں** خواہش رکھتا مگر دنیوی زندگی کی۔

اورفرمایا:

رابعاً: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ (التحریم:۶۶/۹)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) **کفار اور منافقین** سے جہاد جاری رکھواور اُن پر سختی کرو۔

اورفرمایا:

خامساً: ﴿وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى﴾ (طٰہٰ:۲۰/۱۳۱)

ترجمہ: آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھئے اُن چیزوں کی طرف **جن سے ہم نے** لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چندگروہوں کو، یہ محض زیب وزینت ہیں **دنیوی** زندگی کی (اورانہیں اس لئے دی ہیں) تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان (چیزوں) سے **اورآپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔**

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام ابوبکر الجصاص الرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

فنهى بعد النهي عن مجالستهم و ملاطفتهم عن النظر إلى أموالهم و احوالهم في الدنيا (تفسیراحکام القرآن،ج۲ص۹)

یعنی، پہلے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ نشست و برخاست رکھنے اوران کے ساتھ نرمی کرنے سے منع فرمایا اوراب اُن کے مالوں اوراُن کے دنیاوی حالات پرنظرکرنے سے منع فرمایا جارہا ہے۔

اسی طرح شروع کتاب میں دلیل دوم کے ضمن میں پیش کی جانیوالی آیت کریمہ کی تفسیر میں امام جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الأيه فيه نهي عن اتخاذ الكافرين أولياء لأنه جزم الفصل فهو إذا نهي و ليس بخبر قال ابن عباس (رضي الله تعالىٰ عنهما): نهى الله تعالىٰ المؤمنين بهٰذا الأية أن يلاطعنوا الكفار و نظير ما من الآ قوله تعالىٰ ﴿لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا﴾ الآية (ایضاً،ج۲ص۹)

یعنی، اس میں مسلمانوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست بنائیں کیونکہ یہ آیت نہی (یعنی منع) ہے خبر نہیں اورحضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے مومنوں کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ کفار کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اوراس کی نظیر (آیات قرآنی میں) یہ آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! نہ بناؤ اپنا رازدار غیروں کو وہ کسر نہ اٹھارکھیں گے، تمہیں خرابی پہنچانے میں''۔ (آل عمران:۳/۱۱۸)

مذکورہ بالا دلیل دوم والی آیت کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ (آل عمران:۳/۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات عظیم سے ڈراتا ہے۔

ایسا نہ ہو کہ چند روزہ اغراض و مقاصد کی خاطر موالات کفار میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کو ناراض کر بیٹھو، اور چونکہ موالات کا تعلق دل سے ہے اور دل کا حال اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ظاہر بین آدمی کب جان سکتا ہے، اس لئے یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص واقع میں تو کفار کی موالات و دوستی اور محبت میں مبتلا ہو مگر زبانی انکار کرے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۳/۲۹)

ترجمہ: تم کہہ دو کہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے دل کی بات یا اسے ظاہر کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔

غرض یہ کہ یہ انکار و حیلہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو نہیں چل سکتا۔

کارہا باخلق آری جملہ راست   باخدا تزویر و حیلہ کے رواست

یعنی لوگوں کے ساتھ تو سب کام ٹھیک طریقہ سے کرتے ہو، اب خود ہی سوچو خدا کے ساتھ یہ حیلے اور بہانے کب جائز ہیں۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب و علمہ أتم و أحکم صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّ آلہٖ و أصحابہٖ أجمعین و الحمد للہ ربّ العلمین

قاضی غلام محمود ہزاروی کان اللہ لہ

۱۱ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ، مطابق ۲۵ اگست ۱۹۸۸ء

ہری پور ہزارہ، پاکستان

بدعقیدہ سے میل جول امام اہل سنّت کی نظر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حامداً مصلیاً و مسلماً علیٰ حبیبہٖ محمّد و آلہٖ وَ أصحابہٖ و أتباعہٖ أجمعین، أما بعد

بد مذہبوں کے ساتھ دوستی و یاری، میل جول، ان کے اجتماعات میں شرکت، یا اکٹھے اجتماعات منعقد کرنا، ان کی غمی و شادی میں شرکت کرنا، ان کے پاس برضا و رغبت جانا یا ان کو اپنے ہاں بلانا از روئے قرآن و احادیث مبارکہ کم از کم ناجائز و حرام ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں یہ سوال و جواب مذکور ہے۔

رافضیوں سے قرابت داری کرنا حرام اور ناجائز ہے

سوال: جس شخص کی قرابت داری رافضیوں شیعوں سے ہو اور ان کے کھانے پینے میں اور زیست و مرگ میں بھی شامل ہو اور کوئی سمجھائے تو اس کا یہ جواب دے کہ ہم سے یہ ترک ہو نہیں سکتا (۲) زید کی والدہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے برابر کسی صحابی کا رتبہ نہیں ہے، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب: (۱) رافضیوں شیعوں سے میل جول حرام ہے اور اس کا مرتکب اگر رافضی نہ بھی ہو تو سخت درجہ کا فاسق فاجر ضرور ہے اور جب وہ اس پر اصرار کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ خود اس سے ملنا جلنا ترک کر دیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانعام: ۶/۶۸)

(ترجمہ: اگر تجھ کو شیطان بھلائے تو یاد آ جانے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کر۔

مطلب یہ ہے کہ اگر بغیر کسی خاص ارادے کے ایسے اجتماع میں شامل ہو جائے تو جب مجھے صحیح مسئلہ یاد آ جائے تو اب فوراً اٹھ جانا چاہئے کیونکہ اب اگر دیر کرے گا تو پھر بالا رادہ ان کے ساتھ اختلاط شمار ہوگا)

(۲) زید کی والدہ عقیدۂ مذکورہ کے سبب اہلسنّت سے خارج اور ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے، جن کو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم)

"آج کل کے روافض تو اسلام سے خارج ہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص۴۰۹)

"روافض کی بنائی ہوئی مسجد شرعاً مسجد نہیں نماز اس میں ایسی ہوگی جیسے کسی گھر میں، اگر محلّہ میں کوئی مسجد اہلسنّت کی ہے تو اُسے چھوڑ کر اس میں (روافض کی بنائی ہوئی مسجد میں) پڑھنا ترکِ مسجد ہوگا، اور ترکِ مسجد بلا عذر شرعی جائز نہیں، حدیث میں ہے:

"لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ" (۵)

اور اگر کوئی مسجد نہیں تو اپنی مسجد بنائیں یا اس کو مول لے کر وقف کردیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص۴۱۵)

"فتاویٰ رضویہ" میں ایک سوال و جواب مسطور لکھا ہے:

سُنّیوں کو بد مذہبوں سے میل جول رکھنا ناجائز ہے

سوال: شیعہ قوم سے سُنّی کہاں تک شریک ہوسکتے ہیں؟

الجواب: سنیوں کو غیر مذہب والوں سے اختلاط، میل جول ناجائز ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فَإِيَّاكُمْ وَ إِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَ لَا يَفْتِنُوْنَكُمْ" (۶)

بدمذہبوں سے الگ تھلگ رہو کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔

شیعہ کے ساتھ شرکت کہیں تک بھی نہیں آیت و حدیث میں مطلقاً ممانعت فرمائی بلکہ ایک حدیث خاص اس قوم کا نام لے کر آئی کہ

يَأْتِي قَوْمٌ يُقَالُ لَهُمْ نَبَزٌ يُقَالُ لَهُمُ الرَّافِضَةُ لَا يَشْهَدُوْنَ جُمُعَةً وَ لَا جَمَاعَةً وَ يَطْعَنُوْنَ السَّلَفَ (۷) فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَ لَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَ لَا تُشَارِبُوْهُمْ وَ لَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَ إِذَا مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَ إِذَا مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَ لَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَ لَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ" (۸)

۵۔ كنز العمال، برقم:۲۰۷۳۳، ۲۶۵/۷، دار الكتب العلمية، بيروت

۶۔ صحيح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء الخ، برقم:۷، ص۱۳

۷۔ تاريخ بغداد، ترجمه: الفضل بن غانم، ۳۸۵/۱۲، دار الكتاب العربي، بيروت

۸۔ كنز العمال، برقم:۳۲۵۳۹، ۲۴۷/۱۱۔۲۴۸، برقم:۳۲۵۲۶، ۲۴۶/۱۱، دار الكتب العلمية، بيروت

یعنی، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ایک قوم آنے والی ہے اُن کا یہ ہوگا کہانہیں رافضی کہا جائے گا، نہ وہ جمعہ پڑھیں گے نہ جماعت، اور امت کے اگلوں پر طعنہ کریں گے، تم ان کے پاس مت بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا نہ کھانا، ان کے ساتھ پانی نہ پینا، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرنا وہ بیمار پڑیں تو **انہیں پوچھنے کو نہ جانا،** مرجائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جانا نہ ان پر نماز پڑھنا، نہ ان کے **ساتھ نماز پڑھنا۔**

دیکھو کہ حدیث نے موت و حیات کے سب تعلق کو ان سے **قطع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔**

واللہ تعالیٰ اعلم ملخصاً (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص۴۵۵)

اسی "فتاویٰ رضویہ" میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: الجواب: **حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما** خواہ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے، حضرت امیر معاویہ **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** یا کسی صحابی کو برا کہنا رفض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص۵۶۲)

پھر اسی "فتاویٰ" میں ایک اور سوال و جواب مذکور ہے۔

کسی کی مجلس میں شامل ہونا ان ہی میں سے ہونے کے برابر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ۸ محرم الحرام کو روافض جریدہ اٹھاتے ہیں، گشت کے وقت ان کو اگر کوئی اہلِ سنّت و جماعت شربت کی سبیل لگا کر شربت پلائے یا ان کو چائے بسکٹ یا ان کو کھانا کھلائے اور ان کی شمولیت میں کچھ اہلِ سنّت و جماعت بھی ہوں اور کھائیں، پئیں تو یہ فعل کیسا ہے اور اس سبیل وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے؟

الجواب: یہ سبیل اور کھانا، چائے بسکٹ کہ رافضیوں کے مجمع کے لئے کئے جائیں **جو تبرا و لعنت کا مجمع ہے،** ناجائز و گناہ ہیں، اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے اور ان میں **شامل ہونے والوں** کا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" (۹)

۹۔ تاريخ بغداد، ترجمه عبدالله بن عتاب، ۴۰/۱۰، **دار الكتاب العربي، بيروت۔**

أيضاً إحياء علوم الدين مع شرحه اتحاف **السادة المتقين، كتاب الحلال و الحرام،** الباب السادس، ۶۹۳/۶، دار الكتب العلمية، بيروت

أيضاً كنز العمال، برقم: ۲۴۷۳۰، ۱۱/۹، دار الكتب العلمية، بيروت

یعنی، جو شخص کسی قوم کا مجمع اس میں شامل ہو کر بڑھائے تو وہ ان ہی میں سے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ الآیہ (ہود:۱۱/۱۱۳)

ترجمہ: اور ان ظالموں کی طرف ذرا بھی دھیان نہ رکھو کہ ایسی صورت میں تمہیں بھی (ان کے ساتھ) جہنم کی آگ پہنچے گی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص۵۶۳)

ترجمہ: گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

احکام شریعت میں کچھ سوالوں کے جواب میں فرمایا:

سوالات: (۱) ماہ محرم میں اہلِ سنّت و جماعت کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے، (۲) ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: پہلی بات سوگ ہے اور سوگ حرام ہے اور دوسری بات جہالت۔ (احکام شریعت، ص۱۲۷)

سوال: کیا حکم ہے اہلِ شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سُننا، ان کی نیاز کی چیز لینا، خصوصاً آٹھویں محرم کو جب کہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے، کھانا جائز ہے یا نہیں، محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں، اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب: جانا اور مرثیہ سُننا حرام ہے، ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے، ان کی نیاز نیاز نہیں، اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی، کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے، اور وہ حاضری سخت ملعون ہے، اور اس میں شرکت موجبِ لعنت، محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامتِ سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے، خصوصاً سیاہ کہ شعارِ رافضیان لئام ہے (یعنی بد بخت شیعوں کی نشانی

ہے) واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (احکام شریعت، حصہ اول، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ص۱۲۶)

کافر کو اپنا استاد تسلیم کرنے والا بھی کافر ہے

فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ يَا سَيِّدُ فَاِنَّهُ اِنْ يَكُنْ سَيِّدُكُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ (۱۰)

منافق کو سید اور سردار نہ کہو کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو تم نے اپنے رب کا غضب اپنے سر لے لیا۔

''فتاویٰ ظہیریہ'' و ''اشباہ والنظائر'' و ''درمختار'' وغیرہا میں ہے:

تبجیل الکافر کفر

یعنی، کافر کی تعظیم کرنا کفر ہے۔

لو قال لمجوسی یا أستاذ کفر (۱۱)

یعنی، اگر کوئی کسی بھی کافر کو اپنا استاذ تسلیم کرے تو وہ کافر کی تعظیم کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

''تبیین الحقائق'' امام زیلعی وغیرہ میں ہے:

لان فی تقدیمہ تعظیمہ و قد وجب علیہم إهانتہ شرعاً (۱۲)

یعنی، کسی کافر کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم پائی جاتی ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ششم، ص۱۸۵)

اسی ''فتاویٰ'' میں ایک اور جگہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

۱۰۔ سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب لا یقول المملوك ربی و ربتی، برقم:٤٩٧٧، ٥/١٦٢، دار ابن حزم، بیروت۔
أیضاً أحکام القرآن للرازی، سورۃ آل عمران ٢/١٩، دار الفکر، بیروت

۱۱۔ الاشباہ و النظائر، الف الثانی، کتاب السیر، باب الردۃ، ص٢١٩، دار الفکر، بیروت، و فیہ: لو قال لمجوسی یا أستاذی بتجیلاً کفر

۱۲۔ تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ و الحدث فی الصلاۃ ١/١٣٤

الجواب: آج کل عام روافض تبرائی خزلهم الله تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے) عقائد کفریہ رکھتے ہیں، ان میں کوئی کم ایسا نکلے جو قرآن میں سے کچھ گھٹ جانا نہ مانتا ہو اور حضرت امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی المرتضیٰ و باقی ائمہ اطہار کرم اللہ تعالیٰ وجوھھم کو حضرات علیہ (عالیہ) انبیائے سابقین علی نبینا الکریم وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل نہ جانتا ہو اور یہ دونوں عقیدے کفر خالص ہیں، مجتہد لکھنؤ نے اپنے مہری فتوے میں ان دونوں ملعون عقیدوں کی صاف تصریح کی ہے۔ (یونہی ایران کے موجودہ مذہبی انقلابی پیشوا صاحب نے اپنی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیہ'' کے عنوان ''الریاسۃ الاسلامیۃ'' میں لکھا ہے کہ ان **من مذھبنا ان لائمتنا مقاما لا یبلغه نبی مرسل و لا ملک مقرب** یعنی، ہمارا بنیادی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ (اماموں) کو وہ مقام حاصل ہے کہ جس کو نہ تو نبی مرسل پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مقرب فرشتہ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم، العیاذ باللہ استغفر اللہ، صد بار استغفر اللہ)

اور جو کوئی ان میں خود یہ اعتقاد بالفرض نہ بھی رکھتا ہو تاہم اُس سے یہ امید نہیں کہ وہ اپنے مجتہد کا فتویٰ دیکھ کر اُسے کافر جاننا تو درکنار خود بھی اُس پر اعتقاد نہ لے آئے اور ایسے عقیدے والے کو اس کے عقیدہ پر مطلع ہو کر جو کافر نہ جانے خود کافر ہے:

من شكّ فی كفره و عذابه فقد كفر (۱۳)

یعنی، جو اس کے کافر ہو جانے اور اس کے عذاب (معذّب ہونے) میں شک کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

تو آج کل رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں، شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے زنگیوں حبشیوں میں گوری رنگت کا آدمی یا سفید رنگ کا کوا، ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہیں، جیسا کہ ''فتاویٰ ظہیریہ'' اور ''فتاویٰ عالمگیری'' ''**الحديقية الندية**'' و **غيرها من الكتب الفقهية** میں صاف طور پر لکھا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۱۱۶، ۱۱۷)

۱۳۔ الفتاویٰ البزازیه، کتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطاءً ٦/٣٢٢۔

أيضاً الدّرر و الغرر، كتاب الجهاد، باب الوظائف، فهل فی الجزية، ١/٣٠٠۔

أيضاً الدر المختارو رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهمّ فی حكم سابّ النبی ﷺ، ١٣/٤٤، دار الثقافة و التراث، دمشق

غیر مقلّد وہابی دین کے راہ زن ہیں

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں:

اور غیر مقلّد لوگ کہ فی زمانہ دعویٰ حدیث دانی و عمل بالحدیث کرتے **ہیں حاشاو کلاّ** کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہلِ حدیث کے زمرے **میں کب شامل** ہو سکتے ہیں، بلکہ ایسے لوگ دین کے راہ زن ہیں ان کے اختلاط **(ان کے ساتھ** ملنے جلنے) سے احتیاط کرنا چاہئے۔ (شمائم امدادیہ، ص ۲۸)

غیر مقلّدین اہلسنّت و جماعت کے مخالف ہیں

غیر مقلّد وہابیوں کے بارے میں مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں:

وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں، اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلّدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں، اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہلِ سنّت و جماعت کے مخالف ہو گئے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۶۲)

تبلیغی جماعت کے متعلق مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی کا فتویٰ

آپ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

الجواب: اول تو نماز پڑھنے والوں کے پاس تقریر کرنا حرام ہے، دوسرے **نمازیوں کو نماز** کی تبلیغ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے، نماز کی تبلیغ ایسے مجمعوں میں **کرنی چاہئے جس میں بے** نمازی ہوں، تیسری حقیقت میں نماز کی تبلیغ ہی مطمع نظر نہیں ہے **اپنے اُن مسائل کا پردہ ہے، جو** اہلِ سنّت کے خلاف ہیں اور ان مسائل سے ان کا ذہن مملو (پُر) **ہے چنانچہ (تبلیغی جماعت** کے) قائد اوّل مولوی الیاس صاحب اپنی دعوت کے **صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں کہ "میاں ظہیر الحسن** میر الدّعا کوئی (بھی) پایا نہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ **تحریکِ صلوٰۃ ہے، میں بقسم** کہتا ہوں کہ تحریکِ صلوٰۃ نہیں ہے۔ ایک روز بڑی حسرت سے **فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم** پیدا کرنی ہے'' **اس کلام** میں بصراحت فرمایا کہ اس سے **منشا کچھ اور ہے اور وہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اپنے مسائل کی ترویج ہو جو اہلِ سنّت کے خلاف رکھتے ہیں، جن کا ذکر اکثر کتابوں میں موجود ہے۔**

اس جماعت میں مختلف اقسام کے لوگ موجود ہیں جو شخص اہلِ سنت کے خلاف بیان کرتا ہو اس کی تقریر سُننا نہ چاہئے (نہیں سُننا چاہئے) کہ ظاہر میں نماز کی تبلیغ کرتے ہیں موقعہ پاتے ہیں تو خلاف (اہلسنت کے خلاف) مسائل کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں تو ان کی تقریر سُننا ممنوع ہے، نہ ان کی اقتداء جائز ہے (ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی) نہ ایسے (لوگوں) کو (کسی) کمیٹی کا رکن بنانا جائز، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام جامع مسجد فتحپوری، دہلی۔ (فتاویٰ مظہری، حصہ دوم، ص ۳۱۹)

غیر مقلّد وہابیوں، دیوبندیوں اور مرزائیوں سے میل جول کے متعلق شرعی حکم

اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں:

الجواب: وہابیہ وغیر مقلّدین و دیوبندی و مرزائی وغیرہم فرقے آج کل سب کُفار و مرتدین ہیں، ان کے پاس نشست و برخاست حرام ہے ان سے میل جول حرام ہے، اگرچہ اپنا باپ یا بھائی یا بیٹے ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لا تَجِدُ قَوْماً يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْآ اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانُهُمْ اَوْ عَشِيْرَتُهُمْ﴾ الآية

ترجمہ: نہیں پاؤ گے تم کسی ایسی قوم کو جو ایمان رکھتے ہوں اللہ اور روز آخرت پر کہ وہ دوستی کرتے ہوں اللہ اور اس کے رسول کے نافرمانوں کے ساتھ اگر وہ ان کے باپ یا بھائی یا ان کی برادری کے لوگ ہوں۔

اور ان لوگوں سے کسی دنیاوی معاملت کی بھی اجازت نہیں جیسا کہ میں نے اس مسئلہ کو خوب واضح طور پر اپنے ''رسالۃ الحجۃ'' میں بیان کر دیا ہے۔ (اب وہ نام نہاد بریلوی حضرات بتائیں کہ جو یہ کہا کرتے ہیں کہ جی ہم نے یا ہمارے لیڈروں نے دوسروں کے پیچھے کونسی نماز پڑھ لی ہے اور یہ تو سیاست کا معاملہ ہے، بس یہ تو ایسے ہی چلا کرتا ہے، ہاں جی چلا کرتا ہے تو چلا کرے لیکن بھی یہ یاد رکھ لو کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے مسلک کے مطابق سیاست ہو کہ اور کوئی بات بد مذہبوں کے ساتھ تمہارا اختلاط کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے تو دو صورتوں میں سے کوئی ایک صورت منتخب کر لو یا یہ مسلک چھوڑ دو یا ایسی سیاست

جس میں آپ کو ایسے لوگوں سے بھی اختلاط ضرور کرنا پڑتا ہے)

ان کے پاس بیٹھنے والا اگر ان کو مسلمان سمجھ کر ان کے پاس بیٹھتا ہے **تو ان کے کفر میں شک** رکھتا ہے اور وہ ان کے اقوال سے مطلع ہے تو بلاشبہ خود کافر ہے۔ ''فتاویٰ بزازیہ''، و''مجمع الانہر''، و''درمختار'' وغیرہا میں ہے:

من شکّ فی عذابہ و کفرہ فقد کفر (۱۴)

اور ان کو یقیناً کافر جانتا ہے اور پھر ان سے میل جول رکھتا ہے تو اگرچہ اس قدر سے کافر نہ ہوگا مگر فاسق ضرور ہے، اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اور معاذ اللہ بالآخر اس پر اندیشہ کفر ہے، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''شرح الصدور'' میں فرماتے ہیں: ایک شخص رافضیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا، اس کے مرتے وقت لوگوں نے اُسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی اس نے کہا نہیں کہا جاتا، پوچھا: کیوں کہا یہ دو شخص کھڑے ہیں یہ کہتے ہیں تو اُن کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا جو (حضرت) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہتے تھے، اب (تو) چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے (ہم ہرگز) نہ پڑھنے دیں گے۔ (شرح الصدور از جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

مخالفتِ اجماعِ قطعی کفر ہے

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

بلاشبہ طائفہ غیر مقلّدین اجماعِ اُمت کو اصلاً حُجت نہیں مانتے **بلکہ محض مہمل و نامعتبر جانتے** ہیں۔ صدیق حسن بھوپالی کا مصرع ہے، ''قیاس فاسدہ و اجماع بے اثر آمد'' اور **ائمہ کرام و علمائے** اعلام حجیت اجماع کو ضروریات دین سے بتاتے اور **مخالفتِ اجماع قطعی کو کفر ٹھہراتے ہیں،** ''مواقف'' (مصنّفہ) قاضی عضد الدین و شرح مواقف (از) **علامہ سید شریف طبع استنبول جلد** اول، ص ۱۵۹ میں ہے:

کون الإجماع حجة قطعيّة معلوم بالضرورة من الدين

''مسلم الثبوت''، ''**فواتح الرحموت**''، **جلد دوم، ص ۴۹۴ (میں ہے):**

الإجماع حجّة قطعاً و يفيد العلم الجازم عند جميع أهل القبلة و

۱۴۔ مرّ سابقاً

لا يعتد بشر ذمه الحمقاء الخوارج و الروافض لأنهم حادثون بعد الاتفاق يتشككون في ضروريات الدين

یعنی، اجماع حجت قطعی ہے اور تمام اہل قبلہ کے نزدیک مفید عالم یقینی ہے تو چند بیوقوفوں خوارج و روافض کے انکار کا کیا اعتبار ہے کہ یہ لوگ تو بعد کی پیداوار میں جو کہ ضروریات دین میں شک کر رہے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۳۵)

دینی کاموں میں کافروں سے استعانت (مدد) حرام

اب بعض حضرات یہ کہا کرتے ہیں کہ دینی و اسلامی کاموں میں ایک دوسرے کی امداد کرنی چاہئے اور لینی چاہئے مگر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ: دینی کام میں کافروں سے استعانت حرام، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ﴾ (آل عمران: ۳/۲۸)

ترجمہ: مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اُسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

تفسیر ''ارشاد العقل'' (۱۵) و تفسیر ''فتوحات الٰہیہ'' (۱۶) میں اسی آیۃ کریمہ کی تفسیر میں ہے:

نهوا عن الاستعانة بهم في الأمور الدينية

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا کہ کافروں سے کسی دینی کام میں مدد لیں۔

تو جن لوگوں پر ان کے کفریات کی وجہ سے کفر کا فتویٰ علماء نے دیا ہے، ان کے ساتھ میل جول کسی بھی نوعیت کا دینی، اسلامی، سیاسی، دنیاوی وغیرہ کسی بھی موقعہ پر اور کسی بھی مقصد کے لئے جائز نہیں ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں یا کرتے رہے ہیں ان کو بریلوی رضوی اور اعلیٰ حضرت کا ہم مسلک یا معتقد کہلانے کا کوئی حق نہیں، حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۵۔ تفسير أبي السعود، ۲/۳۸، دار الفكر، بيروت

۱۶۔ الفتوحات الإلهية، ۱/۴۲۶، دار الفكر، بيروت

"أَصْحَابُ الْبِدَعِ كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ" (۱۷)

یعنی، بدمذہب جہنموں کے کتے ہیں۔

غیر مقلد وہابیوں کے نزدیک علمائے کرام اور اولیائے عظام (معاذ اللہ) مشرک ہیں

امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ

کیا ہر سُنّی عالم و عامی اس سے آگاہ نہیں کہ وہ (وہابی لوگ) اپنے آپ کو مؤحد اور مسلمانوں کو معاذ اللہ مشرک کہتے ہیں، آج سے نہیں شروع سے ان کا خلاصہ اعتقاد یہی ہے کہ جو وہابی نہ ہو سب مشرک ''ردالمحتار'' میں اسی گروہ وہابیہ کے بیان میں ہے:

اعتقدوا أنهم هم المسلمون و أن من خالف اعتقادهم مشركون (۱۸)

فقیر نے ''النہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید'' میں واضح کیا کہ خاص مسئلہ تقلید میں ان کے مذہب پر گیارہ سو برس کے ائمہ دین و علمائے کاملین و اولیائے عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین معاذ اللہ سب مشرکین قرار پاتے ہیں، خصوصاً وہ جماہیر ائمہ کرام و سادات اسلام و علمائے اعلام جو تقلید شخصی پر سخت شدید تاکید فرماتے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل بتاتے رہے ہیں جیسے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و امام برہان الدین صاحب ہدایہ یونہی ۲۲ دوسرے اکابر کے اسمائے گرامی لکھے ہیں، ان کے علاوہ ہزاروں اکابر ایسے ہیں جو کہ تقلید شخصی پر سخت تاکید فرماتے رہے تو ان حضرات کے ایمان کے متعلق کیا کہا جائے گا اور دوسرے مسلمان تو نرے مشرک بنتے ہیں ور یہ حضرات معاذ اللہ مشرک گر ٹھہرتے ہیں، اور جمہور ائمہ کرام و فقہاء اعلام کا صحیح مذہب و معتمد و مفتی بہ یہی ہے ہ جو کسی ایک مسلمان کو بھی کافر اعتقاد کرے خود کافر ہے۔ ذخیرہ، بزازیہ، فصول عمادی، فتاویٰ قاضی خان، جامع الفصولین، خزانۃ المفتین، جامع الرموز، شرح نقایہ برجندی، شرح وہبانیہ، نہر الفائق، درمختار، مجمع الانہر، احکام علی دار، حدیقہ ندیہ، عالمگیری، رد المحتار وغیرہا عامہ کُتب میں اس کی تصریحات واضحہ ہیں اور کُتب کثیرہ میں اسے فرمایا، المختار

۱۷۔ كنز العمال، برقم: ۱۰۹۰

۱۸۔ رد المحتار على الدر المختار، كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في أتباع عبدالوهاب الخوارج في زماننا، ۱۳/۱۳۵

للقنوی، شرح تنویر میں فرمایا و بہ یفتی، اور یہ افتاء تصحیحات اس قولِ اطلاق کے مقابل ہیں کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر ہو جاتا ہے، اگر محض بطور دُشنام کہے نہ از راہِ اعتقاد لیکن مصحح و مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ اگر از راہِ اعتقاد کہے تو وہ خود کافر ہو جائے لیکن اگر محض بطور دُشنام و گالی کے کہے تو کہنے والا کافر نہ ہوگا تو تقلید شخصی کو کفر و شرک قرار دیے والوں پر فقہاء کرام کے قولِ مطلق و حکم مفتیٰ بہ دونوں کی رو سے بالاتفاق کفر ثابت ہے اور یہی حکم ظواہر احادیث صحیحہ جلیلہ سے مستفاد ہے، ''صحیح بخاری'' و ''صحیح مسلم'' وغیرہا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيْهِ (يَا) كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا (۱۹)

اور ''مسلم'' میں اتنا زیادہ ہے کہ

إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَ إِلَّا رَجَعَتْ إِلَيْهِ (۲۰)

یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں سے ایک پر یہ کلمہ ضرور چسپاں ہوگا۔

سو اگر جسے کہا گیا ہے وہ فی الحقیقۃ کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر کا حکم اسی کہنے والے پر پلٹ جائے گا۔ نیز ''صحیحین'' میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی یہی کچھ ثابت ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث و فقہ دونوں کی رُو سے مسلمان کی تکفیر کرنے والے پر حکم کفر لازم ہے نہ کہ لاکھوں کروڑوں ائمہ و اولیاء و علماء ان کے کافر کہنے سے معاذ اللہ ایسے ہوں گے اور یہ بات کوئی تقلید شخصی ہی تک محدود نہیں رہتی بلکہ جو لوگ اہلِ اسلام کو بات بات پر کافر گردانتے ہیں مثلاً یا رسول اللہ کہا تو کافر، میلاد منایا تو کافر و مشرک، گیارہویں دی تو مشرک، اولیاء اللہ کی بغرض ایصالِ ثواب نذر و نیاز دی جائے تو کافر و مشرک، رسول اللہ ﷺ کے لئے علم غیب مانا تو مشرک، حضور کو حاضر ناظر بتایا تو مشرک، حضور ﷺ کو نُور اعتقاد کیا تو مشرک، ارواحِ اولیاء کو مدد کے لئے پکارا تو مشرک کہا کرتے ہیں، اب چونکہ یہ عقائد تو اسلامی ہیں لہٰذا ان عقائد کے حاملین مسلمان و مومن ہی ہیں، البتہ ان کو کافر و مشرک قرار دینے والے خود اپنے فتوؤں سے کافر ہو جایا

۱۹۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من كفّر أخاه الخ، برقم:٤ ٦١٠، ٤/ ١١٠، دار الكتب العلمية، بيروت

۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه الخ، برقم: ١١ (٦٠)، ١/ ٧٩، دار الكتب العلمية، بيروت

کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

کیا صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو گمراہ فرقوں سے ملنا جائز ہے

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ بعض حضرات سُنّی و بریلوی و رضوی بھی کہلاتے ہیں اور پھر ان کافر و مشرک گروں کی ساتھ ایک اسٹیج پر مل بیٹھتے ہیں اور کسی موضوع پر متفقہ تقریریں کرتے اور پھر خصوصاً کسی خالص اسلامی و شرعی موضوع پر اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ کیا کرتے ہیں، وہ اس وقت ان کافر گروں و کافر سازوں اور مشرک سازوں تکفیر بازوں کے ان کفریات کو یکسر بھول جاتے اور بالکل نظر انداز کر دیتے اور پس پشت ڈال دیا کرتے ہیں، ان سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا رضوی بریلوی کہلانے، اور محقق سُنّی مسلک کے حامل ہونے یا کم از کم غیرت و حمیت مذہبی کا یہی تقاضا ہے جو آپ لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے اور کیا وہ دوغلہ و دورنگا پن نہیں، اور اس سوال کا واقعی و صحیح جواب یہی ہے کہ حقیقت میں یہ دوغلہ پن ہی ہے اور ان لوگوں کو مذہبی و مسلکی تقاضوں سے کوئی خاص سروکار ہی نہیں بلکہ یہ تو اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتے ہیں، پھر یہ تو تقریباً وہی بات ہوتی کہ۔

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

ورنہ تو کوئی بتا سکتا ہے کہ ان کافر سازوں و تکفیر بازوں کے جلسوں میں جانے یا ان کو اپنے ہاں مدعو کرنے کا سنی بریلوی و رضوی مسلک کی رو سے کیا جواز ہے؟ ہاں اگر کوئی ماں جایا صاحب علم ہے تو ضرور لکھے، اس موضوع پر انشاء اللہ العزیز یہ ناچیز یہ ثابت کرے گا کہ ان بعض نام نہاد سنی بریلوی کہلانے والوں کے یہ کرتوت یقیناً مسلک کے خلاف تھے اور ابھی بھی ہیں، اب علماء کرام کا فرض ہے کہ حق بات کہیں مگر واقعہ تو یہ ہے کہ ان حضرات ک حق باتیں بھی ان لوگوں کے خلاف سامنے آتی ہیں جن کے ساتھ ان کا کوئی ظاہری و دنیاوی تعلق نہیں ہوتا اور ان کے مدرسے یا مسجد کی آمدن کو ٹھیس پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے، اب خدارا خدا لگتی کہئے کہ یہ ذاتیات ہوئی یا کہ حق بات، **فالی المشکی فافهم و تدبر و کن علی الحق و المستقیم، واللہ ولی التوفیق و هو حسبی و نعم الوکیل**

مرتد، منافق کی تعریف فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے قلم سے

امام اہلسنّت فرماتے ہیں کہ کافر مرتد وہ ہے کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے، اس کی بھی دو قسمیں

ہیں: مجاہر و منافق، مرتد مجاہر وہ ہے کہ پہلے مسلمان تھا پھر اعلانیہ اسلام سے پھر گیا، کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے وہ دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی کتابی کچھ بھی ہو اور مرتد منافق وہ ہے کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزّ وجلّ یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہے، جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی (پیر) کہ شریعت پر ہنستے ہیں، حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے، اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا، اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالفِ مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہو گا محض زنا ہو گا، مرتد مرد ہو یا عورت۔

مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے، یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مُضِر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے، خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلِ سنّت و جماعت کہتے، حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے، اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے، یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں، ہوشیار! خبردار! مسلمانو! اپنا دین و ایمان بچاؤ۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظاً وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، واللّٰه تعالىٰ أعلم، كتبه عبده المذنب أحمد رضا عفي عنه بمحمد ن المصطفىٰ صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلّم (احکام شریعت، حصہ اول، ص ۱۱۲)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حق گوئی

دیکھا مسلمانو! آپ نے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا کتنا صاف و واضح مسلک و عمل ہے کہ وہ اگر وہابیوں دیوبندیوں کے خلاف لکھتے ہیں تو رافضیوں شیعوں کے خلاف بھی اسی نہج پر لکھا کرتے ہیں، چنانچہ متعدد کتب کے حوالے سے یہ عقیدہ و نظریہ کہ ''من شك في كفره و عذابه فقد كفر''، وہابیوں دیوبندیوں کے خلاف نقل کرنے اور پھر ان پر چسپاں کرتے اور اس کا مصداق ان کو قرار دیتے ہیں، چنانچہ گزشتہ صفحات میں آپ نے ان کا یہ تحریر پڑھ لی ہو گی اور اگر نہیں پڑھی تو اب اسی تحریر کو گزشتہ صفحات میں اس کو پڑھ کر اعلیٰ حضرت کی حق گوئی و بے لوثی کی داد دیجئے، اور خود اس کا عقیدہ رکھئے اور ثابت قدم رہیے، اور کاش کہ اعلیٰ حضرت آج کل ان بعض نام نہاد سُنّی بریلویوں رضویوں کو بھی دیکھتے جو اپنی مسجدوں اور مدرسوں کے نام تو رکھتے

ہیں ''غوثیہ رضویہ'' لیکن پھر بازاروں میں گھوم گھوم کر علی الاعلان یہ نعرے لگاتے ہیں کہ ''شیعہ سُنّی بھائی بھائی'' اور صرف اپنے مدرسوں کی آمدن بڑھانے کی خاطر دیوبندیوں وہابیوں کی مخالفت کیا کرتے ہیں، جو ذاتی تو کہلا سکتی ہے، مذہبی و مسلکی ہرگز نہیں، یا اُن بعض نام نہاد بریلوی رضویوں کو دیکھتے کہ جو جب چاہتے ہیں دیوبندیوں کی مسجدوں و مدرسوں میں چلے جاتے ہیں او ران کے ساتھ مل بیٹھتے ہیں اور پھر اُن کے ساتھ اکٹھے فوٹو کھینچواتے ہیں اور پھر اس پر ناز بھی کرتے اور صلح کلی بنتے اور قوم کے ہیرو کہلانے کے شوق میں سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں، تو یقیناً ایسے تمام لوگوں کا داخلہ اپنے گیٹ یعنی سنی و بریلوی و رضوی گیٹ میں ممنوع قرار دیتے اور ایسے لوگوں کی سخت مذمّت کرتے اور یقیناً ان سے اپنی لاتعلقی کا برملا اظہار فرماتے اور اس اقدام سے بالکل نہ ہچکچاتے، اب ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حق راستے پر چلنے کی سب کو توفیق عنایت فرمائے، آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بدمذہبوں سے قطع تعلق کے بارے میں احادیث مبارکہ

مسلمانو دیکھو رسول اللہ ﷺ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں: ابن ماجہ شریف میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

وَ اِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ (۲۱)

یعنی، جب ان (بدمذہبوں) سے ملو تو ان کو سلام نہ کرو۔

اور اشاد فرمایا کہ

اِنِّيْ بَرِیْءٌ مِنْهُمْ وَ هُمْ بَرَاءٌ مِنِّيْ جِهَادُهُمْ كَجِهَادِ التُّرْكِ وَ الدَّيْلَمِ (۲۲)

یعنی، میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں، ان پر جہاد ایسا ہے جیسا کافران ترک و دیلم پر۔ (رواہ الدیلمی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

محدث ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

إِذَا رَاَيْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاكْفَهِرُوْا فِيْ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ

۲۱۔ سنن إبن ماجة، المقدمة، باب في القدر، برقم:۹۲، ۱/۷۷، دار الكتب العلمية بيروت

۲۲۔ فردوس الأخبار الديلمي، برقم:۳۲۵٤، ۲/٤٤۹، دار الكتب العربي، بيروت

مُبْتَدِعٍ، وَ لَا یَجُوْزُ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَی الصِّرَاطِ لٰکِنْ یَتَهَافَتُوْنَ فِی النَّارِ مِثْلَ الْجَرَادِ وَ الذُّبَانِ (۲۳)

یعنی، جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے روبرو اس سے ترش روئی کا مظاہرہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے، ان میں کوئی بھی پل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈیاں اور مکھیاں گرتی ہیں۔

و للطبرانی (۲۴) و غیرہ (۲۵) عن عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ "مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْإِسْلَامِ"

یعنی، جو کسی بدمذہب و بدعتی کی توقیر کرے تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔

و له فی "الکبیر" (۲۶) و لأبی نعیم فی "الحلیة" (۲۷) عن معاذ رضی اللہ عنہ عن النبیِّ ﷺ "مَنْ مَشٰی إِلٰی صَاحِبِ بِدْعَةٍ لِیُوَقِّرَهٗ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْإِسْلَامِ"، و غیرہ من الاحادیث

نیز طبرانی، ''معجم کبیر''، اور ابونعیم نے ''حلیہ'' میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو کسی بدمذہب اور بدعتی کی طرف اس کی توقیر کرنے چلے تو اس نے اسلام ڈھانے میں اعانت کی، اور اس

۲۳۔ تاریخ مدینة دمشق، ذکر من اسمه عمار، عمار بن الحسن، برقم:۵۱۴۳، ۴۳/۳۳۷، دار الفکر بیروت

۲۴۔ رواه الطبرانی فی "الاوسط" عن عائشة رضی الله عنها، برقم:۶۷۷۲، ۵/۱۱۸

۲۵۔ رواه أبو نعیم فی "الحلیة" فی ترجمة خالد بن معدان برقم:۳۶۶، عن عبدالله بن بشیر، ۵/۲۱۸)، دار الکتب العلمیة، بیروت

۲۶۔ المعجم الکبیر، خالد بن معدان عن معاذ بن جبل رضی الله عنه، برقم:۱۸۸، ۲۰/۹۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۲۷۔ حلیة الأولیاء و طبقات الأصفیاء، ترجمه ثور بن یزید، برقم: ۲۰، ۶/۹۷

کے علاوہ اور حدیثیں بھی اس باب میں مروی ہیں۔

بدمذہبوں سے میل جول کے بارے میں علمائے اُمّت کی تصریحات

قال العلماء فی کتب العقائد کشرح المقاصد وغیرہ أن حکم المبتدع البغض الاهانة و الرّدُّ و الطّردُ

یعنی، علماء کتبِ عقائد مثل شرح مقاصد وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ مبتدع اور بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا اور اسے ذلت دینا، اس کا رد کرنا اور اسے اپنے پاس سے دور ہانکنا ہے۔

و فی "غنیة الطالبین"، قال فضیل بن عیاض: "مَن أحبَّ صاحب بدعةٍ أحبط الله عمله و أخرج نور الایمان من قلبه و اذا علم اللّٰه عزّ و جلّ من رجلٍ أنه یُبْغِضُ صاحب بدعةٍ رجوتُ اللّٰه تعالیٰ أن یغفر ذنوبهٗ و إن قلّ عملهٗ و إذا رأیت مبتدعاً فی طریقٍ فخذ طریقاً آخر"

یعنی، ''غنیۃ الطالبین شریف'' میں ہے کہ فضیل بن عیاض (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ جو کسی بدعتی و بدمذہب سے محبت رکھے تو اس کے عمل (حبط) وضائع ہو جائیں گے اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب بدعتی سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہ بخش دے، اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہی ہوں اور جو کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسرا راستہ اختیار کرلیا کرو۔

انتهیٰ لقدر الضرورة (فتاویٰ رضویہ، جلد ششم، ص۱۰۳،۱۰۴)

یعنی بدمذہب سے یہاں تک نفرت کا مظاہرہ کیا کرو کہ باوجود مخالف سمت کو جانے کے اس گلی یا سڑک پر بھی نہ چلا کرو کہ جس میں سمتِ مخالف سے مبتدع و بدمذہب آرہا ہو۔

مقامِ غور وفکر: اب وہ صاحبان بتائیں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ ان کا اتحاد خواہ کسی بھی مقصد کے لئے ہو اور ایک ہی اسٹیج پر اور پھر خصوصاً ان کی مسجدوں و مدرسوں میں جا کر بیٹھنا کیونکر جائز ہو

سکتا ہے، خدارا اپنے مسلک کو پہچانو اور اس کو کسی بھی مرحلے پر نظر انداز نہ کیا کرو بلکہ مضبوطی سے اس پر عمل پیرا رہو، خدا تعالیٰ توفیق دے، آمین

و صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ و أصحابہٖ أجمعین

و الحمد للہ رب العالمین و ھو حسبی و نعم الوکیل

جمع و ترتیب، کتابت و تحریر، العبد العاصی غلام محمود کان اللّٰہ تعالیٰ لہ

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیت کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان کے تحت مسلمانوں کے روزمرہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سال سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیت اشاعتِ اہلسنت کے زیر اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو 9:30 تا 10:30 ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ہر ماہ کی پہلی اور تیسری پیر کو درس قرآن ہوتا ہے۔ جس میں حضرت علامہ مولانا عرفان ضیائی صاحب درس قرآن دیتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی دو پیر مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔